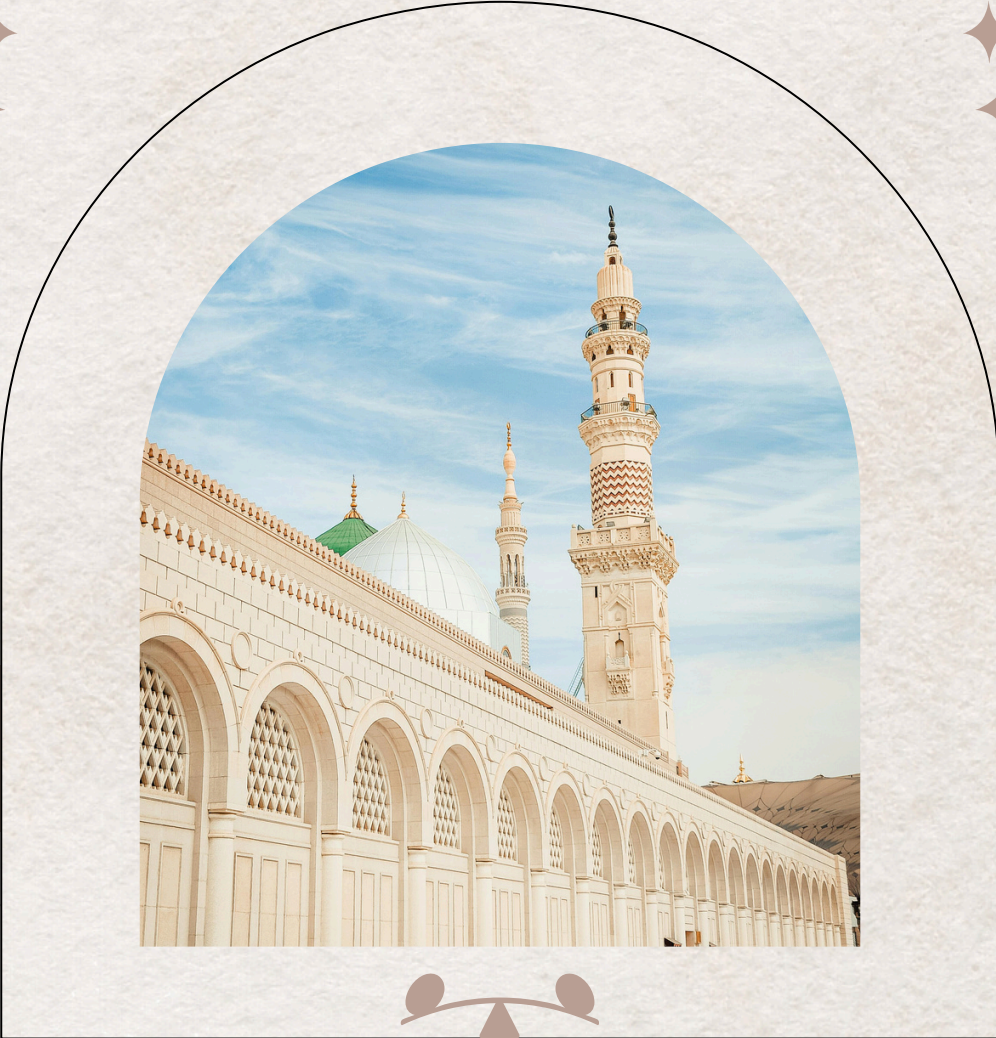
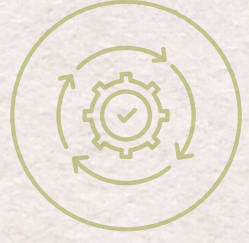


# الثبات على الطاعات

## فرمان داری پر قائم رہنا



الثبات على الطاعات سے مراد یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال، عبادات، اور اللہ کی اطاعت والے کاموں پر ہمیشہ قائم رہے، ان میں دوام، پابندی اور استقلال اختیار کرے، وقتی جوش یا وقتی عبادت گزار نہ بنے، بلکہ زندگی بھر عبادت و نیکی کے راستے پر مضبوطی سے جمے رہے

نوافل کی پابندی کرنا فرائض کی حفاظت کا حصہ ہے، اور ان کی کمی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں، اس سے مدد طلب کرتے ہیں، اس سے بخشش مانگتے ہیں اور اس کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ ان پر، ان کے اہل بیت، صحابہ کرام اور قیامت تک ان کے پیروکاروں پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔

حمد و ثناء کے بعد! پس اللہ سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی نگرانی میں رہو (یعنی ہر وقت اللہ کو اپنے اوپر نگران سمجھو)، کیونکہ تقویٰ خیر اور نیکی اور ثواب کا سبب ہے، اور برائی اور عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

"اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں سے ملنے والا ثواب ضرور بہتر

ہوتا، کاش کہ وہ جان لیتے۔" سورة البقرة، آیت 103

اے اللہ کے بندو! شریعت کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ عبادت پر ہمیشگی

اختیار کی جائے اگرچہ وہ عبادت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ﴾

"جو اپنی نماز پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں" سورۃ المعارج، آیت 23

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ:

مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ﴾

"اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی اختیار کرے

اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہی ہو۔" رواہ البخاری (43)، ومسلم (785)

پابندی اور تسلسل نیک لوگوں کی صفات میں سے ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ

عنها سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیسا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا:

﴿كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً﴾

"ان کا عمل مسلسل رہتا تھا (یعنی ہمیشہ کرتے تھے) رواہ البخاری (6466)

ہمیشہ کے لیے عبادت کو چھوڑ دینا (بالکل ترک کر دینا) مذموم (یعنی برا عمل) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جنہوں نے رہبانیت اختیار کی:

﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾

"پھر انہوں نے اس کی جیسی حفاظت کرنی چاہیے تھی،

ویسی حفاظت نہیں کی۔" سورۃ الحديد، آیت 27

امام شاطبی رحمہ اللہ نے کہا:

(إِنَّ عَدَمَ مُرَاعَاتِهِمْ لَهَا؛

هُوَ تَرْكُهَا بَعْدَ الدُّخُولِ فِيهَا)

"انہوں نے اس (رہبانیت) کی حفاظت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں داخل

ہونے کے بعد اسے چھوڑ دینا۔" (الموافقات (2/405)).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يَا عَبْدَ اللَّهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ؛

كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ، فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)

"اے عبد اللہ! فلاں کی طرح نہ بن جانا؛ وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے قیام اللیل کو

چھوڑ دیا۔" (رواہ البخاری (1152))

وقتی طور پر عبادت کا رک جانا، تو اس کا کرنے والا معذور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ،

فَإِنْ كَانَ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ؛ فَارْجُوهُ)

"بیشک ہر چیز کے لیے ایک وقت جوش و جذبہ ہوتا ہے، اور ہر جوش و جذبہ کے بعد ایک

کمزوری (سستی) آتی ہے، پس اگر اس کا صاحب درستگی اور میانہ روی کے ساتھ عمل کر

رہا، تو اس کے لیے امید رکھو۔" (رواہ الترمذی (2453))

علماء نے کہا:

(الشِّرَّةُ: الحِرْصُ عَلَى الشَّيْءِ، وَالنَّشَاطُ فِيهِ. وَالْفَتْرَةُ: أَيِ

الْوَهْنُ وَالضَّعْفُ. وَالْمَعْنَى: أَنَّ الْعَابِدَ يُبَالِغُ فِي الْعِبَادَةِ

فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ، وَكُلُّ مُبَالِغٍ؛ يَفْتُرُ وَ لَوْ بَعْدَ حِينٍ)

"شِرَّة کا معنی ہے: کسی چیز میں رغبت اور سرگرمی۔ اور فترتہ کا مطلب ہے: سستی اور

کمزوری۔ اور معنی یہ ہے کہ عبادت کرنے والا شروع میں عبادت میں بہت محنت کرتا ہے،

اور ہر محنت کرنے والا آخر کار تھک جاتا ہے، اگرچہ کچھ وقت بعد ہی کیوں نہ ہو۔" مرقاۃ

المفاتیح، علی القاری (8/3336)۔

میانہ روی اور اعتدال انسان کے اعمال کو ثابت قدم بناتے ہیں۔

اہل علم نے کہا:

(مَنْ اقْتَصَدَ فِي مَدَاوِمَتِهِ، وَاخْتَرَزَ مِنَ الْإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ؛

فَيُرْجَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْفَائِزِينَ، فَإِنَّ مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ

الْمُتَوَسِّطَ؛ يَقْدِرُ عَلَى مَدَاوِمَتِهِ)

"جس نے عبادت میں میانہ روی اختیار کی اور زیادتی اور کوتاہی سے بچا، تو امید ہے کہ وہ

کامیاب لوگوں میں سے ہوگا، کیونکہ جو درمیانی راستہ اختیار کرتا ہے وہی اس پر ہمیشگی اختیار

کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔" مرقاۃ المفاتیح، علی القاری (8/3336)

جب کبھی آپ اپنی طرف سے نشاط (چستی اور عبادت کا ثوق) دیکھو؛ تو نرمی کے ساتھ آگے بڑھو، اور جب کبھی آپ سستی (اور کمزوری) دیکھو؛ تو اعتدال کی طرف لوٹ آؤ۔ اور تھوڑا مگر ہمیشہ رہنے والا عمل، بہت زیادہ مگر ٹوٹ جانے والے عمل سے بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

**(خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ)**

”لوگوں! اتنا عمل کرو جتنا تم کر سکتے ہو۔“ رواہ البخاری (5861)، ومسلم (782)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(أَيُّ: تُطِيقُونَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ بِلَا ضَرَرٍ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الْحَثِّ عَلَى الْاِقْتِصَادِ فِي الْعِبَادَةِ، وَاجْتِنَابِ التَّعَمُّقِ. وَالْقَلِيلُ الدَّائِمُ، خَيْرٌ مِنَ الْكَثِيرِ الْمُنْقَطِعِ؛ لِأَنَّ بَدَوَامِ الْقَلِيلِ؛ تَدْوَمُ الطَّاعَةَ، بِحَيْثُ يَزِيدُ عَلَى الْكَثِيرِ الْمُنْقَطِعِ، أَضْعَافًا كَثِيرَةً!)

”یعنی اتنا عمل کرو جس پر تم بغیر نقصان اور تکلیف کے ہمیشگی اختیار کر سکو، اور اس میں دلیل ہے عبادت میں اعتدال اختیار کرنے کی ترغیب پر، اور حد سے تجاوز کرنے سے بچنے پر۔ اور تھوڑا مگر ہمیشہ رہنے والا عمل، زیادہ مگر ٹوٹ جانے والے عمل سے بہتر ہے۔ کیونکہ تھوڑے عمل کے دوام کے ساتھ اطاعت بھی ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ عمل کثیر مگر منقطع (چھوٹ جانے والے) عمل سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔“ شرح مسلم (6/70)۔

سختی اور تکلف (بڑھ چڑھ کر عمل کرنا)؛ یہ عمل کے چھوڑنے اور پیچھو رہ جانے کا سبب بنتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(سَدُّوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ،

وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا)

”سیدھے رہو اور قریب قریب عمل کرو، اور صبح و شام عبادت کرو، اور رات کے کسی حصے میں بھی عبادت کرو، اور اعتدال اختیار کرو، اعتدال اختیار کرو، تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔“ رواہ البخاری (39)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(سَدُّوْا: أَيِ اقْضُوْا بِعَمَلِكُمْ الصَّوَابَ. وَقَارِبُوْا: أَيِ لَا تُجْهِدُوْا أَنْفُسَكُمْ فِي الْعِبَادَةِ؛ لِئَلَّا يُفْضِيَ بِكُمْ ذَلِكَ إِلَى الْمَلَالِ؛ فَتَتْرَكُوْا الْعَمَلَ. "وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا". الْعَدُو: السَّيْرُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ. وَالرَّوَّاحِ: السَّيْرُ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ. وَالذُّلْجَةُ: سَيْرُ اللَّيْلِ. وَفِيهِ: الْحَثُّ عَلَى الرَّفْقِ فِي الْعِبَادَةِ. وَعَبَّرَ بِمَا يَدُلُّ عَلَى السَّيْرِ؛ لِأَنَّ الْعَابِدَ كَالسَّائِرِ إِلَى مَحَلِّ إِقَامَتِهِ - وَهُوَ الْجَنَّةُ -. وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ: أَيِ الزَّمُوا الطَّرِيقَ الْوَسْطَ)

”سد دو: یعنی اپنے عمل کو درست کرو۔ وقاربوا: یعنی عبادت میں اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو تاکہ تمہیں آتاہٹ لاحق ہو اور تم عمل چھوڑ بیٹھو۔“ ”واغدوا وروحوا“: العُدو سے مراد صبح کے وقت سفر ہے، اور الرواح سے مراد دن کے درمیان کا سفر ہے، اور الذلجۃ رات کا

سفر ہے۔ اس میں عبادت میں نرمی اور سہولت کی ترغیب ہے۔ اور سفر کے الفاظ اس لیے استعمال کیے کیونکہ عابد گویا جنت، اپنے ٹھکانے کی طرف سفر کر رہا ہے۔ والقصد القصد: یعنی درمیانہ راستہ اختیار کرو۔“ فتح الباری (11/297)

نشاط (چستی) کے بعد سستی آنا ایک ضروری اور لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں۔ لہذا جسے اس کی سستی کسی فرض عبادت سے نہ نکالے، اور نہ اسے کسی حرام کام میں داخل کرے = تو امید کی جاتی ہے کہ وہ پہلے سے بہتر حالت میں لوٹ آئے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(إِنَّ لِهَذِهِ الْقُلُوبِ إِقْبَالًَا وَإِدْبَارًا؛ فَإِذَا أَقْبَلَتْ فَخُذُوهَا

بِالنَّوَافِلِ، وَإِنْ أَدْبَرَتْ فَأَلْزِمُوهَا الْفَرَائِضَ)

”بیشک ان دلوں کے لیے کبھی رغبت (عبادت کی طرف جھکاؤ) اور کبھی بے رغبتی (دور ہو جانا) ہوتی ہے، جب دلوں میں رغبت پیدا ہو؛ تو نفل عبادت سے فائدہ اٹھاؤ، اور جب وہ پیچھو ہٹ جائیں؛ تو انہیں فرض عبادت پر جماؤ۔“ مدارج السالکین، ابن القیم (3/122)

عبادت کے بعد سستی آ جانا (یعنی دل کی کمزوری یا عبادت میں کمی واقع ہونا) — اس میں بہت سی حکمتیں ہیں جن کی تفصیل کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَفِي هَذِهِ الْفَتْرَاتِ الَّتِي تَعْرِضُ لِلْسَّالِكِينَ: يَتَبَيَّنُ الصَّادِقُ



مَنْ الْكَاذِبِ؛ فَالْكَاذِبُ: يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ، وَيَعُودُ إِلَى طَبِيعَتِهِ وَهَوَاهُ! وَالصَّادِقُ: يَنْتَظِرُ الْفَرَجَ، وَلَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، وَيُلْقِي نَفْسَهُ بِالْبَابِ طَرِيكًا دَلِيلًا: كَالِإِنَاءِ الْفَارِغِ؛ فَإِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ أَقَامَكَ فِي هَذَا الْمَقَامِ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَزَكَّمَكَ وَيَمْلَأَ إِيْنَاءَكَ)

"اور یہ سستی اور کمزوری کے اوقات، جو اللہ کے راستے پر چلنے والوں پر آتے ہیں، ان کے ذریعے سچا اور جھوٹا لگ ہو جاتا ہے۔ پس جھوٹا انسان (ان اوقات میں) اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے اور اپنی اصل طبیعت اور خواہشات کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اور سچا انسان (ان اوقات میں) اللہ کی رحمت کا انتظار کرتا ہے، اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا، اور اپنے آپ کو اللہ کے دروازے پر گرا دیتا ہے، عاجزی اور انکساری کے ساتھ — جیسے خالی برتن ہوتا ہے — پس اگر تم دیکھو کہ اللہ نے تمہیں اس حالت میں قائم رکھا ہے، تو جان لو کہ وہ تم پر رحم فرمانا چاہتا ہے، اور تمہارے دل کے برتن کو (اپنی رحمت سے) بھر دینا چاہتا ہے۔" مدارج السالکین (3/122)

تھوڑے تھوڑے قیام اللیل (یعنی رات کی نماز) پر مداومت اختیار کرنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی زیادہ پڑھے مگر اس پر پابندی نہ کرے (یعنی کبھی پڑھے اور کبھی چھوڑ دے)۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(اسْتَحَبَّ الْأَيْمَةَ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَدَدٌ مِنَ الرَّكَعَاتِ،  
 يَقُومُ بِهَا مِنَ اللَّيْلِ لَا يَتْرُكُهَا؛ فَإِنْ نَشِطَ أَطَالَهَا، وَإِنْ  
 كَسِلَ خَفَّفَهَا، وَإِذَا نَامَ عَنْهَا صَلَّى بَدَلَهَا مِنَ النَّهَارِ)

"ائمہ نے پسند فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے لئے رات کی نماز میں کچھ رکعات مقرر ہوں، جنہیں وہ پابندی کے ساتھ ادا کرے اور کبھی ترک نہ کرے۔ پس جب وہ چست ہو تو ان رکعات کو لمبا کرے، اور جب سستی ہو تو ان کو ہلکا کرے، اور اگر کسی رات نیند کی وجہ سے رہ جائے تو دن میں ان کی قضاء کرے۔" مجموع الفتاوی، ابن تیمیہ (22/283)

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْقَلِيلِ، يَحْمِيكَ

مَنْ التَّخَلَّفَ الطَّوِيلُ؛ فَالْعَبْدُ لَا يَزَالُ فِي

التَّقَدُّمِ أَوْ التَّأَخُّرِ، وَلَا وُقُوفَ فِي الطَّرِيقِ الْبَتَّةَ!

"تھوڑے عمل پر پابندی اختیار کرنا انسان کو لمبی غیر حاضری (یعنی عبادت سے دوری) سے بچا لیتا ہے۔ کیونکہ بندہ ہمیشہ یا تو آگے بڑھ رہا ہوتا ہے یا پیچھو ہٹ رہا ہوتا ہے، اور اللہ کے

راستے میں رکنا بالکل نہیں ہوتا"۔ الفوائد، ابن قیم (193)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ﴾

"تم میں سے جو چاہے آگے بڑھے یا پیچھو ہٹے۔" سورۃ المدثر، آیت 37

نوافل (نفسی عبادات) کی پابندی کرنا فرائض (لازمی عبادات) کی حفاظت کا حصار  
(یعنی دیوار) ہے، اور ان کی کمی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس نیکی کے عمل کو ہمیشہ  
کرتے رہو اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو، اور برائی کے کام سے بچو اگرچہ وہ معمولی کیوں نہ ہو! اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

"پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی، وہ اسے دیکھے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی، وہ اسے

دیکھے گا۔" سورة الزلزلة، آیت 7-8

